

مریم جمیلہ علوی

تذکیر و معظمت

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ

[اور حسد کرنے والے کے شر سے، جب وہ حسد کرنے لگے]

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انسانی طبائع کو جہاں گونا گوں صفاتِ عالیہ سے نوازا ہے وہاں اُس میں کچھ کوتاہیاں بھی رکھ دی ہیں، جو اُس کے بشر ہونے پر دلیل ہیں۔ خوش قسمتی کی بات یہ ہے کہ اللہ نے انسان کو ان خامیوں کے ادراک کی صلاحیت بھی بخشی ہے اور دور کرنے کا سلیقہ بھی عطا کیا ہے۔ انسانی شعور ان کو محسوس کر سکتا ہے اور اسباب و علل کو تلاش کر کے علاج بھی کر سکتا ہے۔ یہ خامیاں جسمانی، روحانی قسم کی ہیں جو نفسیات و اخلاق سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان میں سے کچھ وقت گزرنے کے ساتھ ختم ہو جاتی ہیں، کچھ کو بدلنا انسان کے اختیار میں نہیں، کچھ پر کم وقت اور کم محنت صرف ہوتی ہے اور کچھ اخلاقی بیماریاں ایسی ہوتی ہیں جو خود بخود ختم نہیں ہوتیں بلکہ باقاعدہ محنت کر کے ہی ان کی بیخ کنی کی جاسکتی ہے۔ یہ مشقت طلب بھی ہے اور صبر آزمائی بھی۔ انہی میں سے ایک 'حسد' بھی ہے۔

حسد کی تعریف

حسد کا مطلب ہے کہ ”کسی دوسرے کی خوش حالی پر جلنا اور تمنا کرنا کہ اس کی نعمت اور خوش حالی دور ہو کر اسے مل جائے۔“

حاسد وہ ہے جو دوسروں کی نعمتوں پر جلنے والا ہو۔ وہ یہ نہ برداشت کر سکے کہ اللہ نے کسی کو مال، علم، دین، حسن و دیگر نعمتوں سے نوازا ہے۔ بسا اوقات یہ کیفیت دل تک رہتی ہے اور بعض اوقات بڑھتے بڑھتے اس مقام تک آ پہنچتی ہے کہ حاسد (حسد کرنے والا) محسود (جس سے حسد کیا جائے) کے خلاف کچھ عملی قدم اٹھانے پہ آ جاتا ہے۔ اس کی کیفیات کا اظہار کبھی اس کی باتوں سے ہوتا ہے اور کبھی اس کا عمل اندرونی جذبات و احساسات کی عکاسی کرتا ہے۔ حسد کی کیفیت جب تک حاسد کے دل و دماغ تک محدود رہے، محسود کے لیے خطرہ کا

باعث نہیں بنتی بلکہ وہ سراسر حاسد کے لیے ہی وبالِ جان بنا رہتا ہے اور یوں وہ اپنی ذات کا خود ہی بڑا دشمن بن بیٹھتا ہے، لیکن جب وہ اپنی جلن کو کھلم کھلا ظاہر کرنے لگے تو یہی وہ مقام ہے جس سے پناہ مانگنے کے لیے خالقِ ارض و سماء نے ہمیں یہ دعا سکھائی ہے:

﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾ (الفلق: ۵)

” (میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں) حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے۔“

اس آیت مبارکہ میں یہ نہیں سکھایا گیا کہ ”حساد کے شر سے پناہ مانگو“ بلکہ اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ ”حساد کے شر سے پناہ مانگو جب وہ حسد کرنے لگے“ کیونکہ جب تک اس کا حسد ظاہر نہیں ہوتا تب تک وہ ایک قلبی و فکری بیماری ہے جس کا تعلق حساد کی ذات سے ہے اور یہ درجہ محسود کے حق میں نقصان دہ نہیں ہے۔

قرآن میں مختلف مقامات پر آیات وارد ہوئی ہیں جن میں اللہ تبارک تعالیٰ نے حسد کا ذکر کیا ہے۔ ان آیات سے حسد کا معنی اور زیادہ واضح ہو جائے گا۔

① ﴿حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ﴾ (البقرة: ۱۰۹) ”اپنے دلوں میں حسد کی وجہ سے۔“

② ﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ (النساء: ۵۴)

”کیا وہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے عطا کیا ہے۔“

③ ﴿فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا﴾ (الفق: ۱۵)

”پس عنقریب وہ کہیں گے بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو۔“

مذکورہ بالا آیات میں حسد کی بات کی گئی ہے جو دلوں تک محدود رہتا ہے اور کینہ و بغض کی شکل اختیار کر چکا ہوتا ہے، لیکن سورہ فلق میں إذا حسد کے الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ جب وہ حسد کا عملی مظاہرہ کرنے لگے۔

حسد کی مذمت میں نبی اکرم ﷺ سے مختلف احادیث مروی ہیں، مثلاً

① ”کسی بندے کے دل میں ایمان اور حسد جمع نہیں ہو سکتے۔“ (سنن نسائی: ۲۹۱۲)

② ”تمہاری طرف پچھلی قوموں کی برائیاں حسد اور بغضِ سرایت کر آئیں گی جو مونڈ ڈالیں

گی میں نہیں کہتا کہ یہ بالوں کو مونڈ دیں گی بلکہ یہ دین کو مونڈ دیں گی۔“ (سنن ترمذی: ۲۵۱۰)

انقسامِ حسد

اس کی دو قسمیں ہیں:

● پہلی قسم: یہ کہ حاسد دوسرے کی نعمت چھن جانے کی خواہش کرے خواہ وہ اس کو ملے یا نہ ملے یہ مذموم ترین قسم ہے کہ انسان اپنے لیے بھی اللہ سبحان و تعالیٰ کے انعام و فضل کا خواہش مند نہیں ہوتا اور وہ اپنے بھائی کے نقصان کا متمنی ہوتا ہے۔

● دوسری قسم: یہ ہے کہ حاسد چاہتا ہے کہ نعمت، صاحب نعمت سے چھن کر مجھے مل جائے، یہ کیفیت ایمان کی کمزوری کو ظاہر کرتی ہے۔ اللہ بڑے فضل اور وسعت والا ہے۔ ’نعمت‘ صاحب نعمت سے چھن کر مجھے مل جائے، اس کی بجائے حاسد اگر اللہ سے یہ دعا کرے کہ ”یا اللہ! یہ نعمت مجھے بھی مل جائے“ تو اللہ کی قدرتِ کاملہ سے کیا بعید ہے کہ وہ اس کو صاحب نعمت سے بڑھ کر مالا مال کر دے یہ اللہ پر ایمان اور سوچ کا فرق ہے۔

● اگر انسان کسی دوسرے پر اللہ کا فضل و کرم دیکھے اور پھر اللہ سے اپنے لیے بھی وہی کچھ یا اس سے بڑھ کر طلب کرے تو یہ رشک کہلاتا ہے اور جائز ہے، کیونکہ اُس نے دوسرے انسان یا صاحب نعمت کی نعمت کا زوال نہیں چاہا، نہ چھن جانے کی تمنا کی۔ حسد کی بُرائی یہ ہے کہ اس میں مبتلا ہو کر ایک بھائی دوسرے بھائی کی خوشیوں اور نعمتوں کے زوال کی یا چھن جانے کی آرزو کرتا ہے۔ سورۃ القصص کے رکوع نمبر ۸ میں اللہ تعالیٰ نے قارون کا واقعہ بیان کیا ہے وہ صاحب نعمت تھا۔ بے تحاشا مالدار تھا، لیکن اپنے مال کو اللہ کی راہ میں یا لوگوں کی خیر خواہی میں خرچ کرنے کی بجائے بخیل بن بیٹھا۔ متکبر بن گیا اور اپنے مال کو لوگوں کے لیے آزمائش بنا دیا۔ اس کے مال پر دنیا پرست افراد نے رشک کیا اور اہل علم نے پناہ مانگی تو صاحب نعمت جب نعمت کو صرف دنیا حاصل کرنے کے لیے استعمال کرے اور اس کو فخر و ریا کا ذریعہ بنالے تو ایسی نعمت کو حاصل کرنے کے لیے اہل علم کے لیے رشک جائز نہیں ہے۔ رشک صرف دو صورتوں میں جائز ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ

”دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز ہے۔ ایک وہ جس کو اللہ نے قرآن دیا ہو اور وہ راتوں کو بھی

اس کی تلاوت کرتا اور اس پر عمل کرتا ہو اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا ہو اور وہ دن رات اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہو۔“ (صحیح بخاری: ۵۰۲۵)

اسبابِ حسد

● **تفوق کی خواہش:** انسان کا نفس بنیادی طور پر دوسروں سے بلند و برتر رہنا چاہتا ہے۔ جب وہ کسی کو اپنے سے بہتر حال و مقام پر دیکھتا ہے تو یہ چیز اس پر گراں گزرتی ہے۔ لہذا وہ چاہتا ہے کہ یہ نعمت اس سے چھین جائے تاکہ ہم دونوں برابر ہو جائیں۔ یہ حسد کی بنیادی علت ہے۔

حسد عموماً ہمسرا اور ہم پلہ افراد میں ہوتا ہے۔ مثلاً بہن بھائیوں میں، دوستوں میں، افسران میں، تاجر تاجر سے حسد کرے گا، سیاستدان سیاستدان سے حسد کرے گا، طالب علم طالب علم سے اور اہل قلم اہل قلم سے حسد کریں گے اور حسد کی جڑ اس فانی دنیا کی محبت ہے۔ اس کے اور بھی بہت سے اسباب ہیں۔ ایمان کی کمزوری بھی حسد کا باعث بنتی ہے۔ حاسد اللہ کی تقسیم پر راضی نہیں ہوتا، وہ سمجھتا ہے کہ یہ نعمت جو دوسرے کو عطا کی گئی ہے اس کا اصل حق دار میں ہوں۔ وہ اپنے قول و عمل سے یہ اظہار کرتا ہے کہ اللہ نے کسی نا انصافی کی ہے اور اپنے فضل و کرم کے لیے غلط انسان کا انتخاب کیا ہے۔ یہ تصورات و خیالات اس کے ایمان کو متزلزل کر دیتے ہیں اور اس کے اللہ کے ساتھ تعلق کو کمزور کر دیتے ہیں۔ اسی سوچ کی وجہ سے ابلیس ملعون و مردود قرار پایا تھا۔ ایسا کردار و مزاج رکھنا درحقیقت ابلیس کے نقش قدم پر چلنا ہے جس کا انجام نامرادی کے سوا کچھ بھی نہیں، کیونکہ حاسد کا حسد اللہ کے فیصلے کو نہیں بدل سکتا۔

ہر انسان کچھ خوبیوں اور کچھ خامیوں کا مجموعہ ہے۔ اپنے کردار و مزاج کی خامیوں کو سمجھتے ہوئے ان کی اصلاح کی کوشش کرنا مثبت و تعمیری سرگرمی ہے، لیکن اگر اپنی خامیوں کی اصلاح کی بجائے دوسروں کی صلاحیتوں اور خوبیوں پر انسان جلنا کڑھنا شروع کر دے تو یہ حسد کا پیش خیمہ بن جاتا ہے۔ ایسا انسان احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اپنی اور دوسروں کی زندگی اجیرن کر لیتا ہے۔ اپنی صلاحیتوں اور خوبیوں پر اس کی نظر نہیں جاتی۔ وہ ہر وقت دوسروں پر نظر

رکھتا ہے۔ اللہ سے شکوہ کناں رہتا ہے اور حاسد بن جاتا ہے۔

● **تنگ دل:** دل کی تنگی بھی اسباب حسد میں سے ہے۔ بعض اوقات نہ تو انسان میں تکبر ہوتا ہے اور نہ وہ احساس کمتری میں مبتلا ہوتا ہے، لیکن جب اس کے سامنے کسی پر اللہ کے انعام یا احسان کا تذکرہ کیا جائے تو اسے یہ بات بری معلوم ہوتی ہے اور جب کسی شخص کی بدحالی یا مصیبت کا تذکرہ کیا جائے تو اُسے خوشی محسوس ہوتی ہے۔ لوگوں کی بدحالی اُسے بھلی لگتی ہے اور خوشحالی اُسے غمگین کر دیتی ہے وہ بندوں پر اللہ کی نعمتوں کا بخل کرتا ہے حالانکہ اس کی کوئی وجہ نہیں ہوتی اور اس کے اس موجود نعمتوں میں کچھ کمی بھی نہیں ہو رہی ہوتی تو یہ نفس کی خباثت اور شرانگیزی ہیں جو انسان کو اس بُرے کردار و عمل کی طرف لے جاتی ہیں اور نفس کا پہلے پہل یہی کام ہوتا ہے کہ وہ انسان کو بُرائی پر اکساتا ہے۔

● **اجارہ داری کا خبط:** غرور و تکبر میں مبتلا شخص ہر چیز پر اپنی اجارہ داری سمجھتا ہے۔ خود پسندی میں مبتلا ہوتا ہے اور اگر کوئی اور انسان اس کے برابر آ جائے تو وہ ڈرتا ہے کہ کہیں وہ مجھ سے بڑا نہ ہو جائے یا اگر اُس سے کم حیثیت کا شخص اس کے برابر آ جائے یا اس سے آگے بڑھ جائے تو وہ اس کی بلندی کو برداشت نہیں کر پاتا اور حسد میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اُسے اپنی حیثیت و مقام کھو جانے کا خوف لاحق ہو جاتا ہے۔ مشرکین مکہ کا رسول اللہ ﷺ سے حسد اسی نوعیت کا تھا۔

● **علم و فن میں برتری کی خواہش:** بعض اوقات انسان اپنے فن، علم، حیثیت، عہدے، دین اور صلاحیتوں میں ممتاز ہوتا ہے، یگانہ روزگار ہوتا ہے اور جب اُسے معلوم ہوتا ہے کہ کسی اور علاقے یا جگہ میں اس کی طرح کا ایک اور انسان موجود ہے تو اس کے دل میں حاسدانہ جذبات نمودار ہونے لگتے ہیں۔ یا اس کا دل تنگ ہونے لگتا ہے اور وہ اُس فرد کے مرجانے یا اس کی نعمت کے زائل ہوجانے کی تمنا کرنے لگتا ہے اور یہ جذبات حسد کا شاخسانہ ثابت ہوتے ہیں۔

● **بغض و عناد:** بغض و عداوت بھی حسد کی وجہ بن جاتے ہیں۔ انسان کسی کے خلاف دل میں غصہ یا دشمنی پال لے اور اس کو ختم کرنے پر آمادہ نہ ہو تو وہ کینہ بن جاتا ہے۔ اس سے انتقام کا جذبہ جنم لیتا ہے اور حضرت انسان کو اپنے دشمن کا نقصان اور مصیبت اچھی لگتی ہے اور

دشمن کو ملنے والی نعمت یا بھلائی اُسے بری لگتی ہے اور وہ اس کے ختم ہو جانے کی آرزو کرتا ہے اور یہی تو حسد ہے۔ گویا عداوت، کینہ اور حسد لازم و ملزوم ہیں اور جس نے حسد کی بیماری کا علاج کیا ہے اُسے عداوت اور بغض کا علاج بھی کرنا ہوگا، کیونکہ اگر اسباب باقی رہے تو بیماری کبھی بھی پلٹ کر حملہ آور ہو سکتی ہے۔ حسد کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے اسباب کا خاتمہ ضروری ہے۔

مثالیں: حسد ایک ایسی برائی ہے جو آغاز کائنات سے چلی آرہی ہے۔ تاریخی مطالعہ سے ہمیں حسد کی کچھ مثالیں ملتی ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کیا ہے۔

① ابلیس کا انسان سے حسد

آسمان میں سب سے پہلا جو گناہ سرزد ہوا وہ حسد تھا، جو ابلیس نے سیدنا آدم علیہ السلام سے محسوس کیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سمیت ابلیس کو آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے کہا۔ قرآن کے الفاظ یہ ہیں:

﴿قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ﴾ (ص: ۷۶)

”کہا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے تخلیق کیا ہے۔“

اس نے سوچا کہ جو مقام سیدنا آدم علیہ السلام کو عطا کیا گیا ہے وہ اصل میں تو میرا حق تھا۔ میں اعلیٰٰ عنصر یعنی آگ سے تخلیق کیا گیا ہوں اور آدم کو ادنیٰٰ عنصر یعنی مٹی سے بنایا گیا ہے تو تخلیقی اعتبار سے اور عبادت و ریاضت کے لحاظ سے میں اس مرتبہ کا حقدار تھا جس پر آدم کو فائز کیا گیا ہے۔ مجھ سے کمتر مخلوق کو مجھ پر برتری دی گئی ہے۔ اس نے تکبر بھی کیا اور احساس کمتری میں بھی مبتلا ہوا۔ لہذا حسد میں مبتلا ہو کر اس نے خالق بشر کو چیلنج کر دیا کہ میں تیری اس مخلوق کو راہ راست سے بھٹکا کر رہوں گا جس صفت کی بنیاد پر آدم کو مجھ پر برتری دی گئی ہے اس کی اُسی صفت کو میں تیری نافرمانی میں استعمال کرواؤں گا۔

سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کے جرم میں اللہ نے ابلیس لعین کو جنت سے نکل جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ دنیا کے سب سے پہلے حاسد نے آدم و بنی آدم کو اُسی جنت سے نکالنے کا ہدف طے کیا تھا اور آج تک وہ یکسوئی کے ساتھ اپنے ہدف کو حاصل کرنے میں مصروف عمل ہے۔ قرآن کریم میں کئی مقامات پر یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ آج جو بھی مبتلائے حسد ہے وہ اولین

حاسد ابلیس کے نقش قدم پر چل رہا ہے اور ابلیس کی طرح وہ بھی اللہ سے شکوہ کناں ہوتا ہے کہ نوازے جانے کا حق دار تو میں تھا تو نے دوسرے کو یہ فضیلت کیوں عطا کی؟ فضیلت اور برتری کے خواہش مند ابلیس کے حسد نے اُسے کس انجام بد سے دوچار کیا تھا؟ یقیناً اس برے انجام سے انسان کو ڈرنا چاہیے۔

قاتیل کا ہاتیل سے حسد

زمین پر بھی سب سے پہلا گناہ حسد کی وجہ سے ہوا۔ جس کے نتیجے میں قاتیل نے اپنے سگے بھائی ہاتیل کو قتل کر دیا گویا پہلا قتل حسد کا نتیجہ تھا۔ کتب تفاسیر میں آتا ہے کہ قاتیل اور ہاتیل دونوں نے اللہ کی بارگاہ میں قربانی پیش کی۔ ہاتیل کی قربانی عمدہ اور قاتیل کی رڈی اور بے کار تھی۔ دونوں نے قربانیوں کو میدان میں رکھا تو ہاتیل کی قربانی کو آسمانی آگ نے جلا دیا جو کہ قبولیت کی علامت تھی جبکہ قاتیل کی قربانی کو آسمانی آگ نے نہیں جلایا۔ چنانچہ اسی حسد میں کہ ”ہاتیل کی قربانی کیوں قبول ہوئی ہے؟“ قاتیل نے ہاتیل کو قتل کر دیا حالانکہ کرنے کا کام یہ تھا کہ وہ اپنی غلطی کی اصلاح کر لیتا۔ سورہ مائدہ میں اللہ نے اس واقعہ کا تفصیلی ذکر کیا ہے:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتَقَبَّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ﴾

”اور ان کو آدم کے بیٹوں کا قصہ ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سنائیے جب دونوں نے قربانی پیش کی تو ان دونوں میں سے ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہیں ہوئی۔ اُس (قاتیل) نے کہا۔ میں ضرور تمہیں قتل کر دوں گا۔ اُس (ہاتیل) نے کہا اللہ پر ہیزگاروں سے قبول کرتا ہے۔“ (المائدہ: ۲۷)

قاتیل کو یہ حسد محسوس ہوا کہ ہاتیل کا درجہ و قبولیت بارگاہ الہی میں بڑھ گیا ہے حالانکہ ہاتیل نے اس کی وجہ بیان کر دی تھی کہ ”اللہ پر ہیزگاروں سے قبول کرتا ہے۔“ ہاتیل کی عمدہ قربانی اور خالص نیت نے اُسے بارگاہ ایزدی میں قرب و شرف عطا کیا تھا۔ پیچھے رہ جانے اور ناکامی کے احساس نے قاتیل کو ہاتیل کے قتل پر اُکسایا۔ حالانکہ کرنے کا کام یہ تھا کہ وہ اپنی غلطی کی اصلاح کر لیتا۔ حسد کی یہ قسم ہمارے معاشرے میں اُس جگہ پائی جاتی ہے جہاں افراد کسی باختیار ہستی کی نظر میں بلند مقام، قرب و شرف کے متلاشی ہوتے ہیں۔ خواہ وہ کلاس روم

ہو، دفتر ہو، ادارہ ہو یا گھر ہو اور قابیل کی طرح وہ اپنے ساتھی کو ترقی کرتا دیکھ کر احساس ناکامی و نامرادی میں گھر کر اُسے نقصان پہنچانے کے درپے ہو جاتے ہیں۔

برادرانِ یوسف کا یوسف سے حسد

تاریخ سے حسد کی ایک اور بڑی مثال برادرانِ یوسف کی ملتی ہے۔ حضرت یوسفؑ اپنی بہترین عادات، اعلیٰ کردار اور محصوم و بے مثال حُسن کی وجہ سے اپنے والد حضرت یعقوبؑ کی آنکھ کا تارا تھے۔ بھائیوں کو اپنے والد کی یوسفؑ سے بے پناہ محبت ناگوار گزرتی تھی اور انہوں نے یوسفؑ کے قتل کا ارادہ کیا جو بعد میں بڑے بھائی کے مشورے پر بدل دیا اور انہوں نے یوسفؑ کو کنویں میں پھینکنے پر اکتفا کیا۔ سورہ یوسف میں اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

﴿اَقْتُلُوا يُوسُفَ اَوْ اَطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهٌ اَيْبُكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْ بَعْدِہٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ﴾ (یوسف: ۹)

”مار ڈالو یوسف کو یا کہیں پھینک دو تاکہ تمہارے باپ کی توجہ تمہاری طرف ہو یوسف کے بعد تم لوگ اچھے رہو گے۔“

مگر اس سب کے باوجود نہ تو وہ والد کی آنکھ کا تارا بن سکے نہ یوسفؑ کے مقام کو پہنچ سکے۔ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے بلکہ اللہ نے انہی اسباب سے یوسفؑ کو پیغمبری اور بادشاہی سے سرفراز کیا۔

یہود و نصاریٰ کا اسلام اور اہل اسلام سے حسد

یہود و نصاریٰ اسلام، اہل اسلام، نبی معظم اور قرآن سے دلی طور پر بغض و حسد رکھتے ہیں اور ان کا یہ حبث باطن اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کئی جگہ بیان فرمایا ہے۔ علمائے یہود منتظر تھے کہ آخری نبی ہم میں یعنی بنی اسحاق میں مبعوث ہوگا۔ مگر جب اللہ نے اپنی حکمت بالغہ کے تحت آخری نبی بنی اسماعیل میں مبعوث فرمایا تو یہود بنی اسماعیل کی برتری برداشت نہ کر سکے۔ وہ اپنی سرداری اور برتری کے زعم میں مبتلا تھے، لہذا نبی مرسل ﷺ پر ایمان لانے کی بجائے حسد کرنے لگے۔ قرآن اس کیفیت کو یوں بیان کرتا ہے۔

﴿وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَیْکُمْ الْاِثْمَ مِنَ الْغِیْظِ قُلْ مُوتُوْا بِغِیْظِکُمْ﴾ (آل عمران: ۱۱۹)

”اور جب وہ اکیلے ہوتے ہیں تو غصہ کے مارے تم پر اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں۔ آپ کہو کہ تم اپنے غصہ میں جل مرو۔“

اسی حسد کی وجہ سے یہود نے نبی اکرم ﷺ پر کئی قاتلانہ حملے بھی کئے، جادو کیا۔ قرآن کو وحی ماننے سے انکار کیا، دین اسلام پر اعتراضات کئے، شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی اور اہل اسلام کے ساتھ ظالمانہ سلوک روا رکھا۔ اہل کتاب آج تک اس حسد میں جل رہے ہیں اور جلتے رہیں گے۔ فضیلت اور برتری کا خود ساختہ زعم انہیں لے ڈوبا ہے۔

مشرکین مکہ کا قرآن اور اہل قرآن سے حسد

مشرکین مکہ بھی اپنی سرداری اور برتری کے زعم میں گرفتار تھے وہ اپنے سوا یا اپنے قبیلے کے کسی آدمی کے سوا کسی دوسرے شخص کا چراغ جلتا نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اسی لیے جب نبی ﷺ نے اعلان نبوت کیا تو وہ بنو ہاشم کی برتری برداشت نہ کر سکے۔ ابو جہل رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی وجہ خود بیان کرتا ہے کہ

”ہمارا اور بنی عبد مناف کا باہم مقابلہ تھا۔ انہوں نے کھانے کھائے تو ہم نے بھی کھائے، انہوں نے لوگوں کو سواریاں دیں تو ہم نے بھی دیں، انہوں نے عطیے دیئے تو ہم نے بھی دیئے، یہاں تک کہ وہ اور ہم جب عزت و شرف میں برابر کی ٹکر ہو گئے تو اب وہ کہتے ہیں کہ ہم میں ایک نبی ہے جس پر آسمان سے وحی آتی ہے۔ بھلا اس میدان میں ہم کیسے ان کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟ خدا کی قسم!.....! ہم ہرگز نہ اس کو مانیں گے اور نہ اس کی تصدیق کریں گے۔“

(ابن ہشام: جلد اول)

اس پر کفار مکہ نے اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت میں حد کر دی۔ نبی ﷺ کے قتل کے منصوبے بنائے۔ شعب ابی طالب میں محصور کیا۔ مسلمانوں پر مکہ کی سرزمین تنگ کر دی۔ قرآن کا انکار کیا اور جنگیں لڑیں۔ ان سب افعال کا محرک ’حسد‘ تھا۔

مفاسد حسد

حسد مفرد بیماری نہیں ہے بلکہ بہت سی روحانی بیماریاں مل کر حسد کی شکل میں ظاہر ہوتی ہیں، لہذا اس کے نقصانات بھی بہت سارے ہیں اور یہ ہمارے دین، دنیا و آخرت، شخصیت

اور معاشرے پر بری طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔ ذیل میں ہم ان کا جائزہ لیتے ہیں۔

دینی و اخروی نقصانات

① حاسد کا ایمان خطرے میں ہوتا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

”کسی بندے کے دل میں ایمان اور حسد جمع نہیں ہو سکتے۔“ (سنن نسائی: ۲۹۱۲)

”تمہاری طرف کچھلی قوموں کی برائیاں حسد اور بغض سرایت کرائیں گی جو مونڈ ڈالیں گی۔

میں نہ کہتا کہ یہ بالوں کو مونڈیں گی بلکہ یہ دین کو مونڈ دیں گی۔“ (سنن ترمذی: ۲۵۱۰)

آج ہم دیکھتے ہیں کہ علماء اور دیندار لوگوں میں ایک دوسرے کے لیے حسد پایا جاتا ہے حالانکہ اپنے علم و دین کی وجہ سے ان کے اخلاق اعلیٰ اور ظرف کشادہ ہونے چاہئیں۔ انہیں ایک دوسرے کی نیکیوں پر رشک کرنا چاہیے اور نیکیوں میں مسابقت کا جذبہ پیدا کرنا چاہیے نہ کہ ایک دوسرے کی جڑیں کاٹنے کا۔ علمائے حق آج بھی ایک دوسرے سے حسد نہیں کرتے، کیونکہ ان کا مقصد حب الہی و رضائے الہی کا حصول ہوتا ہے اس لیے وہ کسی کو اپنے سے آگے بڑھتا دیکھیں تو خوش ہوتے ہیں، اس کی جڑیں کھوکھلی کرنے کی بجائے دست و بازو بن جاتے ہیں۔

② انسان کا ایمان و دین اس کے تقویٰ، اخلاص و کردار سے جانا جاتا ہے اور حاسد میں یہ خوبیاں نہیں ہوتیں۔

③ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

”اس وقت تک لوگ خیر سے رہیں گے جب تک ایک دوسرے سے حسد نہ کریں گے۔“

(الترغیب والترہیب: ۵۴۷/۳)

④ جادو کی ایک بڑی وجہ حسد ہے۔ جادو کفر اور جادو گر کافر ہے۔ اس کی سزا قتل ہے۔ گویا حسد میں مبتلا ہو کر اٹھایا جانے والا قدم حاسد کو دائرہ ایمان سے بھی خارج کر سکتا ہے۔

⑤ حاسد اپنے رب سے بدگمان ہو جاتا ہے۔ تعلق باللہ میں بھی کمی واقع ہو جاتی ہے اور یہ بہت بڑا نقصان ہے اور جو شخص اللہ رب العزت جیسی ہستی سے بدگمان ہو سکتا ہے اس کا انسانوں کے ساتھ کیسا معاملہ ہوگا۔

دنیاوی نقصانات

- حاسد کے تعلقات کسی کے ساتھ بھی خوشگوار نہیں رہ سکتے وہ ہر ایک سے بدگمان ہونے لگتا ہے۔
 - حاسد دوسرے کا احترام نہیں کر سکتا نتیجتاً اُسے بھی احترام نہیں ملتا۔
 - حاسد دوسروں کے لیے باعث عذاب ہوتا ہے ایسے لوگ خود مسکرانا جانتے ہیں نہ دوسروں کو مسکراتا دیکھ سکتے ہیں۔
 - حاسد خود پر اللہ کے فضل کو محسوس نہیں کر سکتا لہذا خوش نہیں ہوتا اور دوسروں پر اللہ کا فضل بھی برداشت نہیں کر سکتا اور ناشکرا بن جاتا ہے۔
 - حسد کی وجہ سے قطع رحمی جیسی شنیع قباحت پیدا ہو جاتی ہے۔
 - حاسد کی نظر کسی کو بھی لگ سکتی ہے۔ انسان کی نگاہ کی شعاعیں اثر میں سب سے زیادہ تیز ہیں۔ الٹرا سونڈ مشین کی شعاعیں اندر تک کی رپورٹ لاسکتی ہیں، لیزر شعاعیں اندر سے مرض کی جڑ کو ختم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں تو انسان کی نگاہ کی شعاعیں تاثیر میں ان سے بڑھ کر ہیں۔
 - حسد کی وجہ سے دو افراد کا باہمی اعتماد ختم ہو جاتا ہے۔
 - حسد سے بد اخلاقی، الزام تراشی اور بہتان جنم لیتے ہیں۔
 - حاسد سے کسی کی جان، مال، عزت و آبرو محفوظ نہیں ہوتی۔ حسد کی آگ حاسد کو محسوس قتل پر آمادہ کر سکتی ہے۔
 - عداوت و بغض حسد کا اور حسد عداوت و بغض کا باعث بنتا ہے۔ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔
 - خاندان تباہ اور گھر ٹوٹ جاتے ہیں۔
 - جسمانی امراض لاحق ہو جاتے ہیں۔
- اسی لیے اہل جنت کے دلوں سے اللہ تعالیٰ کینے نکال دیں گے تاکہ وہ خوشیوں کا حقیقی لطف اٹھا سکیں۔ نعمتوں پر حقیقی خوشی اور لذت جنت میں ہی محسوس ہوگی، کیونکہ وہاں کوئی حاسد نہیں ہوگا۔

انفرادی و معاشرتی نقصانات

حاسد، محسود کے خلاف جب نقصان پہنچانے کی سازشیں کرتا ہے، اور اس کی شخصیت کو

مجروح کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کے نتائج صرف محسود کے حق میں برے نہیں ہوتے بلکہ حاسد کے لیے بھی یہ کیفیت انتہائی تباہ کن ہوتی ہے اس کے اثرات انفرادی اور معاشرتی سطح پر رونما ہوتے ہیں، چونکہ معاشرہ افراد سے تشکیل پاتا ہے لہذا ایک فرد کا بگاڑ پورے معاشرے کے بگاڑ کا باعث بنتا ہے اور جس معاشرے کے افراد باہم حسد کرنے لگیں تو ان کے ذاتی نقصان کے ساتھ ساتھ معاشرے میں ترقی کا عمل زوال پذیر ہونے لگتا ہے۔ سب ایک دوسرے کو اوندھے منہ گرانے کی کوشش میں ملک و قوم کے مفاد کو فراموش کر دیتے ہیں۔ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی اندھی لگن مقصد سے غافل کر دیتی ہے اور تمام تعمیری صلاحیتیں تخریبی قوتوں میں بدل جاتی ہیں۔

- صلاحیتیں کند ہو کر ضائع ہو جاتی ہیں۔ ایسے افراد مثبت سوچ اور تعمیری فکر سے محروم ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنے حال و مستقبل کو بہتر سے بہترین کی طرف لے جانے کی بجائے موجودہ حالت سے بھی کئی گنا پیچھے چلے جاتے ہیں۔
- ذہن انتشار کا شکار ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں کبھی مایوسی اور کبھی ڈپریشن غلبہ پالیتا ہے۔
- شخصیت عدم توازن کا شکار ہو کر ٹوٹ پھوٹ جاتی ہے۔

حسد سے بچاؤ کی تدابیر

- اگر کوئی آپ سے حسد کرے تو.....!
- اللہ پر مکمل بھروسہ رکھیں اور گھبراہٹ کا مظاہرہ نہ کریں۔ عقیدہ توحید پر ثابت قدم رہیں۔
- ارشاد نبویؐ ہے: جب تک اللہ نہ چاہے کوئی آپ سے کچھ نہیں چھین سکتا۔
- «اللهم لا مانع لما أعطيت ولا معطى لما منعت» (صحیح بخاری: ۶۶۱۵)
- ”اے اللہ! اُس چیز کو کوئی نہیں روک سکتا جو تو دے، اور کوئی نہیں اس کو دے سکتا جسے تو روک لے۔“
- اشتعال میں نہ آئیں اور انتقام کے منصوبے نہ بنائیں۔ آپ کا صبر ہی حسد کو ختم کرے گا۔
- حاسد کو معاف کر دیں اس سے اس کے حسد میں کمی ہوگی۔
- اللہ سے تعلق مضبوط کرنے کے لیے نماز کی پابندی ضرور کریں۔

① صبح و شام کے اذکار پڑھیں۔

② صبح و شام دم کریں۔ نظر بد سے بچاؤ کی دعائیں پڑھیں اور اپنے آپ کو اللہ کی پناہ میں دے دیں، کیونکہ اللہ کی پناہ کے علاوہ حاسد سے بچنے کا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ حسد سے بچاؤ کا سب سے مضبوط قلعہ اللہ کی پناہ میں آنا ہے۔

③ حاسد نے جو کچھ آپ کے ساتھ کیا وہ اس کے علم اور ظرف کے مطابق تھا۔ آپ اپنے علم اور ظرف کے مطابق جوابی رد عمل ظاہر کر دیں۔ خیر خواہی کے علاوہ کچھ نہ چاہیں۔

④ حسد کی وجہ تلاش کرنے کی کوشش کریں۔ پھر حکمت کے ساتھ حاسد کا سامنا کریں۔

⑤ حاسد سے کم کم ملیں۔

⑥ حاسد کی ہدایت کے لیے دعائے خیر کریں۔

⑦ خوفِ خدا اور تقویٰ کی روش پر قائم رہیں۔

⑧ جب کبھی موقع ملے تو حاسد کے ساتھ احسان یا بھلائی کا معاملہ کریں۔ قطع نظر اس کے کہ اس سے حاسد کے حسد میں کمی ہو رہی ہے یا نہیں؟

⑨ کچھ معاملات میں رازداری سے کام لیں۔ کام کرنے سے پہلے اس کا ڈھنڈورا نہ پیٹنا شروع کر دیں۔

⑩ حسد کے جواب میں حسد کرنا یا غیر شرعی طریقے اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے کچھ دعائیں ثابت ہیں جو حسد سے اور نظر بد سے بچاؤ کے لیے ہر مسلمان کو پڑھنی چاہئیں۔ مثلاً:

① معوذتین پڑھیں:

عبداللہ بن عباس الجعفی کی روایت نسائی، بیہقی، بغوی اور ابن سعد نے نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”ابن عباس، کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ پناہ مانگنے والوں نے جتنی چیزوں کے ذریعے سے اللہ کی پناہ مانگی ہے ان میں سب سے افضل کون سی چیزیں ہیں؟ میں نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ یہ دونوں سورتیں۔“ (سنن نسائی: ۸۶۳)

② ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ پر یہ دُعا پڑھتے تھے۔
«أَعِذْكُمْ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَةٍ»
”میں تم کو اللہ کے بے عیب کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں ہر شیطان اور موذی سے اور ہر نظر بد سے۔“ (صحیح بخاری: ۳۳۷۱)

③ مسلم میں ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ بیمار ہوئے تو جبریلؑ نے آکر پوچھا: ”اے محمدؐ! کیا آپ بیمار ہو گئے؟“ آپؐ نے فرمایا: ہاں! انہوں نے کہا:
”باسمِ اللہ اُرِقیك من كل شیء یؤذیک من شر كل نفس أو عين حاسد اللہ یشفیك باسمِ اللہ اُرِقیك“ (رقم الحدیث: ۲۱۸۶)
”میں اللہ کے نام پر آپ کو جھاڑتا ہوں ہر اُس چیز سے جو آپ کو اذیت دے اور ہر نفس اور حاسد کی نظر کے شر سے، اللہ آپ کو شفا دے، میں اُس کے نام پر آپ کو جھاڑتا ہوں۔“
④ ایک اور دعایہ ہے:

«بِسْمِ اللَّهِ يَبْرِيكُ وَمِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيكَ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي عَيْنٍ» (صحیح مسلم: ۲۱۸۵)
”اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ، وہ تجھے برکت دے، وہ تجھے ہر بیماری سے شفا دے گا اور ہر حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے اور ہر نظر بد کے شر سے۔“

ذاتی محاسبہ

جس طرح حسد کا علاج ضروری ہے اُسی طرح خود حسد کرنے سے بچنا بھی از حد ضروری ہے۔ اگر کوئی آپ سے حسد کرتا ہے تو اس کو روکنا آپ کے اختیار میں نہیں ہے مگر اپنے نفس کو حسد میں مبتلا ہونے سے روکنا اختیار میں ہوتا ہے۔ پس ہر ایک کو اپنا جائزہ ضرور لینا چاہیے کہ ”یہ بیماری میرے اندر تو نہیں ہے؟“ ہر شخص کے اندر تھوڑی یا زیادہ، یہ بیماری پائی جاتی ہے۔ البتہ عقل مند ہیں وہ انسان، جو اس کا ادراک کر کے اس پر قابو پا لیتے ہیں اور تعمیری سرگرمیوں میں مصروف عمل ہو جاتے ہیں۔ ان مواقع پر اپنا جائزہ لیں۔
⑤ جب آپ کسی کو حالتِ نعمت یا خوشی میں دیکھتے ہیں تو.....!

⑥ کیا آپ خوش ہوتے ہیں؟

اگر ہاں تو، الحمد للہ یہ مومنانہ صفت ہے۔
 ● کیا آپ مایوس اور غمگین ہو جاتے ہیں؟
 جلنے کڑھتے ہیں؟ ڈپریشن ہونے لگتا ہے؟
 اُس سے نعمت چھین جانے کی آرزو کرتے ہیں؟
 اس کو ذلیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟

اگر ان سوالوں کے جواب 'ہاں' میں ہیں تو یہ خطرہ کی گھنٹی ہے۔ کسی ایک سوال کا جواب بھی ہاں میں ہے تو آج سے اور ابھی سے اصلاح کا آغاز کر دیجئے، کیونکہ حسد کے بیج موجود ہیں۔ ان کو پھیلنے پھولنے سے روک لیں۔

جائزہ کے بعد اگر معلوم ہو کہ یہ بیماری میرے اندر بھی ہے تو پھر بیماری کا علاج شروع کر دیجئے، جب مرض کا علاج نہ کیا جائے وہ پھر بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ فوراً استغفار کریں۔ محسود کے لیے دعائے خیر کریں۔

حسد کی پہچان کا طریقہ

اپنی بیماری کی کھوج لگانی ہو یا کسی اور کو پہچاننا ہو، علامات کم و بیش یکساں ہوں گی۔

- حسد کرنے والے کی مسکراہٹ پھینکی اور طنزیہ ہوتی ہے۔
- ہنسی تمسخرانہ ہوتی ہے اور آنکھوں میں بھی ایک خاص کیفیت ہوتی ہے۔
- حاسد کسی کی تعریف کے موقع پر اپنی تعریف شروع کر دیتا ہے۔ اپنے کارنامے یاد کرنے لگتا ہے۔ دوسروں کی کامیابی یا خوشی کا موقع ہوتا ہے مگر وہ اپنی تعریف کیے جاتا ہے۔
- گفتگو کا رخ بدل دیتا ہے۔ موقع محل سے عاری گفتگو کرنے لگتا ہے۔
- جو کسی شخص کی برائیاں اور غیبت شروع کر دیتا ہے اور اس کے عیب لوگوں میں بیان کرنے لگتا ہے۔

● موڈ بدلنے لگتا ہے۔ ایک دم بگھسا جاتا ہے۔ ماحول سے بے زار نظر آنے لگتا ہے۔

حسد کو ختم کرنے والے اسباب

① یہ جان لیں کہ حسد سے سراسر اپنا ہی نقصان ہے، دین کا بھی اور دنیا کا بھی۔ حاسد تو خود

اپنا دشمن ہے۔ محسود مظلوم کے درجے میں ہے اور حاسد ظالم کے درجے میں۔ اس لیے محسود تو فائدے میں ہے جب کہ حاسد کا نقصان دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی اس کے لیے عذاب تیار ہے۔ جسمانی بیماریوں کی طرح روحانی بیماریوں کا علاج بھی ضروری ہے وگرنہ روح کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

② اللہ سے دعا کریں۔ دلی کیفیات میں بعض اوقات انسان خود بھی بے بس ہو جاتا ہے اس کے لیے اللہ کی مدد بہت ضروری ہے۔

③ سوچ کو بدلیں۔ منفی کے بجائے مثبت انداز فکر اپنایا جائے۔

④ کسی اچھی چیز کو دیکھ کر ماشاء اللہ پڑھیں۔ اس سے نظر نہیں لگے گی۔

⑤ اپنی نعمتوں پر نظر رکھیں۔ دوسروں کی نعمتوں پر نظر نہ رکھیں۔

⑥ حسد کو رشک میں تبدیل کر دیں مگر یہ یاد رہے کہ رشک صرف دو صورتوں میں جائز ہے۔

⑦ اچھا مطالعہ کریں۔ وسعت فکر سے وسعت ظرف بھی پیدا ہوگا اور وسعت قلب بھی نصیب ہوگا۔

⑧ اچھے دوستوں کا انتخاب کریں جو آپ کو اللہ سے قریب کرنے والے ہوں۔ آپ کے

ایمان کے محافظ ہوں اور آپ کی خامیوں کی اصلاح کرنے والے ہوں۔

⑨ تذکیر کے لیے اچھی مجالس و محافل میں شرکت کریں۔

⑩ صاحب نعمت کے حق میں ضرور دعا کریں بلکہ اسی موقع پر اس کو دعائے کلمات سے نوازیں۔

⑪ نفس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگیں۔ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ مَا أَنفَسْنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا

⑫ نفس کی رذیل خواہشات کو کچلنے کی عادت پیدا کریں وگرنہ نفس امارہ تو بُرائی پہ ہی اُکساتا

ہے اور اگر نفس ہم پر غلبہ پالے تو پھر معاذ اللہ۔

⑬ حسد دل کی بہت بڑی بیماریوں میں سے ہے اور امراضِ قلوب کا علاج علم و عمل سے ہوتا ہے۔

⑭ اپنی نعمتوں اور صلاحیتوں پر اللہ کا شکر ادا کریں۔ ان کو محسوس کریں اور جو فضیلت اور

برتری اللہ نے کسی اور کو عطا کی ہے، اس کا اعتراف کریں۔

⑮ ہر نعمت اور صلاحیت کی تمنّا مت کریں۔ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ﴾ (النساء: ۳۲)

۱۲ جب کبھی کسی کے خلاف حاسدانہ جذبات پرورش پانے لگیں تو اس کو شیطان کا وسوسہ سمجھ کر استغفار کریں۔ رجوع الی اللہ کریں۔ اس سے محفوظ رہنے کے لیے اللہ سے دعا کریں۔

دین دار طبقہ اور مرضِ حسد

● مرد کے مقابلے میں عورت میں حسد کا جذبہ نسبتاً زیادہ موجود ہوتا ہے۔ جب جاہ اور حب مال مردوں میں حسد کا بنیادی محرک ہیں۔ ان کے درمیان معاشرتی حیثیت، عہدوں کا تفاوت اور کاروبار کی نوعیت باعث رقابت بن جاتی ہے۔ کاروباری افراد ہوں یا دفتری و سرکاری ملازم، ذرائع آمدن، آمدنی، معاشرتی حیثیت، افسر اعلیٰ کی نظروں میں حاصل ہونے والا مقام، خاندان میں ملنے والی حیثیت، بگلہ و گاڑی، تعلیم، فنی مہارت اور حسن و وجاہت عموماً حسد کا شاخسانہ ثابت ہوتے ہیں۔ خواتین مال، اولاد، معاشرتی حیثیت، ملازمت، آمدنی، سامان معیشت، مکان، زیور، آرائش و زیبائش اور حسن و جمال جیسی باتوں پر حسد میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ خاوند کی طرف سے ملنے والی توجہ، سسرال میں مقام و حیثیت وغیرہ بھی جذبہ رقابت کو جنم دیتے ہیں۔ اس سے گھریلو سیاست جنم لیتی ہے اور گھروں کے ماحول کشیدہ اور بوجھل ہو جاتے ہیں۔ تعلقات میں بگاڑ آتا ہے۔ خواتین کے ڈپریشن اور ٹینشن کی تہہ میں اکثر یہی عنصر کارفرما ہوتا ہے۔

● زمانہ طالب علمی میں حسد کے محرکات کچھ اور ہوتے ہیں۔ مثلاً ذہانت، علمی مقام، حاصل کردہ نمبر اور پوزیشن، غیر نصابی سرگرمیوں کی کارکردگی وغیرہ۔ بعض دفعہ استاد اگر کسی شاگرد کو اس کی قابلیت و صلاحیت، علمی یا طبعی ضرورت کی بنیاد پر کچھ خصوصی توجہ سے نوازتے ہیں (جو کہ شاگرد کی ضرورت یا حق ہوتا ہے) تو یہ بات بھی وجہ نزاع بن جاتی ہے۔ کسی کی اچھے نوٹس لینے کی صلاحیت، حسن تحریر یا خوبی تقریر بھی دوسروں کو حسد میں مبتلا کر دیتی ہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ دنیا دار طبقہ تو اس لعنت میں گرفتار ہے ہی، دیندار طبقہ اور اہل علم بھی اس سے محفوظ نہیں ہیں۔ ہر مسلک، ہر امام اور ہر عالم اپنی برتری چاہتا ہے اور دوسرے کو کمتر ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اپنے مدرسے، اپنے نصاب اور طریقہ تدریس کو دین اور

معاشرے کی فلاح و بہبود کا ضامن سمجھے ہوئے ہیں۔ کس کے طالب علم زیادہ ہیں، کس کا حلقہ درس زیادہ وسیع ہے اور کس کے اجتماع میں زیادہ حاضری تھی؟ بس یہی حساب و کتاب جاری ہو گیا ہے اور دین کو اخلاص و خیر خواہی کے ساتھ لوگوں تک پہنچانا ثانوی درجہ اختیار کر گیا ہے۔ شہرت کی حرص کو میڈیا نے دو چند کر دیا ہے۔

سابقوں، لاحقوں کے ساتھ عظیم اور بھاری بھر کم القابات کا استعمال ایک رواج بن چکا ہے۔ کوئی بھی خود کو شیخ الاسلام یا شیخ الحدیث سے کم سمجھنے کو تیار نہیں ہے اور کوئی مدرسہ بھی جامعہ سے کم نہیں ہے۔ جہاں بھی دین کا کام ہو رہا ہے، جماعت یا مسلک کا نام سب سے پہلے نظر آئے گا۔ جماعت اپنا حلقہ قائم کرے گی پھر دین کا کام شروع ہوگا۔ اگر کہیں حلقہ قائم نہ ہو سکے اور جماعت کا نام پس پردہ چلا جائے تو کام رُک جاتا ہے۔ مقاصد اور تربیت کا کام بہت پیچھے چلا گیا ہے۔

آج جتنی کوششیں علماء اپنے مسلک، جماعت، مسجد و مدرسے کو برتر ثابت کرنے کے لیے کر رہے ہیں، اپنی علمی برتری کو کل عالم سے منوانا چاہتے ہیں اور اس کے لیے بے دریغ پیسہ خرچ کر رہے ہیں، ان کوششوں کا ادنیٰ حصہ بھی اگر وہ دین اسلام کو غالب کرنے کے لیے اور اخلاص و خیر خواہی کے ساتھ لوگوں تک صحیح دین پہنچانے کے لیے صرف کریں تو معاشرہ میں مثبت تبدیلی آسکتی ہے۔ پھر ہر طرف جماعتیں اور مکاتب فکر نہیں، دین کا غلبہ ہوگا اور یہی اصل میں دین اسلام کی خدمت ہے۔ اپنے مدرسے، حلقے اور اجتماع میں زیادہ حاضری چاہنا، اس کو وسیع تر کرنے کے لیے تگ و دو کرنا اور پھر اس کو دین کی خدمت کا ذریعہ قرار دینا فی نفسہ اپنی روح میں دین کی خدمت نہیں بلکہ اپنی برتری کا سکہ کل معاشرے پر جمانے کی کوشش کرنا ہے۔ یہی مقابلہ بازی بڑھتے بڑھتے اصل مقصد کو کھو کر منفی جذبات میں ڈھل جاتی ہے اور اندر ہی اندر حسد کے بیج اُگنے لگتے ہیں۔ آج عصری ادارے ہوں یا مذہبی ادارے ہمیں دین کا نام لے کر دین کا کام کرتے ہوئے اس کیفیت اور حاسدانہ جذبات سے بچنا بہت ضروری ہے۔ ورنہ نیکوں کی فصل کو جل کر راکھ کے ڈھیر میں بدلنے میں لمحہ بھی نہیں لگے گا اور محاسبہ کڑا اور پکڑ سخت تر ہوگی۔